صریرخامہ
SAREER A KHAMA
TAFHEEM RESEARCH CENTRE
Category Y
ISSN Online: 3005-947X
ISSN Print: 3005-9461
Vol: 04, Issue 04 (October-December 2025)

اسلامی بینکاری: عصری ضرورت اور سماجی اثرات

Islamic Banking: Contemporary Necessity and Social Impacts

Dr. Gulam Mustafa
Lecturer, Institute of Islamic Studies Mirpur University of Science and Technology, (MUST) AJK.
mustafa.iis@must.edu.pk

Muhammad Imran Khan
Lecturer, Institute of Islamic Studies Mirpur University of Science and Technology, (MUST) AJK

Dr. Muhammad Naveed
Deputy Registrar, Mirpur University of Science and Technology, (MUST) AJK
naveed@must.edu.pk

Abstract
Islamic banking emerged in the mid-twentieth century as an alternative financial model funded on the guidance of the Qur'an and Sunnah. Its most distinctive feature is the complete prohibition of interest (riba) and the emphasis on profit-and-loss sharing. This study provides an analytical examination of the contemporary necessity of Islamic banking and its social impacts. It highlights that Islamic banking is not merely a financial structure but a comprehensive economic system that promotes justice, equality, and transparency.
The findings reveal that Islamic banking plays a significant role in poverty alleviation, the growth of small businesses, social justice, and the establishment of an interest-free economy. Furthermore, it encourages foreign investment and proves to be a sustainable and stable alternative during global financial crises. Nevertheless, the system faces several challenges, including the shortage of qualified experts, lack of public awareness, and difficulties in ensuring full compliance with Shariah principles.
This paper emphasizes that Islamic banking is not confined to Muslims alone but serves as a viable and trustworthy financial model on a global scale. If implemented in its true spirit, it has the potential to play a vital role in shaping a balanced and just economy not only in Pakistan but worldwide.

Keywords: *Islamic Banking: Riba-free Economy - Social Justice - Poverty Alleviatin - Economic Development-*

اسلامی بینکاری بیسویں صدی کے وسط میں ایک متبادل مالیاتی ماڈل کے طور پر سامنے آئی جس کی بنیاد قرآن و سنت کی ہدایات پر رکھی گئی۔ اس نظام کی سب سے بڑی خصوصیت سود (ربا) کی مکمل ممانعت اور منافع و نقصان میں شراکت داری ہے۔ یہ تحقیق اسلامی بینکاری کی عصری ضرورت اور اس کے سماجی اثرات کا تجزیاتی جائزہ پیش کرتی ہے۔ اس میں واضح کیا گیا ہے کہ اسلامی بینکاری نہ صرف ایک مالیاتی ڈھانچہ ہے بلکہ ایک جامع نظامِ معیشت ہے جو عدل، مساوات اور شفافیت کو فروغ دیتا ہے۔

تحقیق سے پتا چلتا ہے کہ اسلامی بینکاری غربت کے خاتمے، چھوٹے کاروباروں کی ترقی، معاشرتی عدل، اور غیر سودی معیشت کے قیام میں اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔ مزید یہ کہ یہ نظام غیر ملکی سرمایہ کاری کو بھی فروغ دیتا ہے اور عالمی مالیاتی بحرانوں کے دوران ایک پائیدار اور مستحکم متبادل کے طور پر ابھرتا ہے۔ تاہم، اس نظام کو متعدد چیلنجز کا سامنا ہے جن میں مستند ماہرین کی کمی، عوامی آگاہی کی کمی، اور مکمل شرعی نفاذ میں مشکلات شامل ہیں۔

اس مقالے میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ اسلامی بینکاری صرف مسلمانوں تک محدود نہیں بلکہ عالمی سطح پر ایک پائیدار اور قابلِ اعتماد مالیاتی ماڈل ہے۔ اگر اس نظام کو حقیقی معنوں میں نافذ کیا جائے تو یہ نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا بھر میں ایک متوازن اور عادلانہ معیشت کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کر سکتا ہے۔

اسلامی بینکاری صرف ایک مالیاتی نظام نہیں ہے بلکہ ایک جامع معاشی تصور ہے جو شریعتِ اسلامی کی رہنمائی میں معاشی سرگرمیوں کو منظم کرتا ہے۔ اس نظام کی سب سے بڑی خصوصیت سود سے مکمل اجتناب اور منصفانہ لین دین ہے، جو معیشت میں عدل اور توازن کو بڑھاتا ہے۔ اسلامی بینکاری کے ذریعے دولت کا ارتکاز محدود ہوتا ہے، کاروبار میں شراکت داری کو فروغ ملتا ہے اور حقیقی معیشت کی ترقی میں مدد ملتی ہے۔ یہ نظام غربت کے خاتمے، معاشرتی فلاح و بہبود اور مالی انصاف کے مقاصد کو حاصل کرنے کیلئے ایک موثر ذریعہ ثابت ہوتا ہے۔ یہی عناصر اسلامی بینکاری کو نہ صرف مسلمانوں بلکہ عالمی سطح پر ایک قابلِ عمل اور پائیدار مالیاتی متبادل بنا دیتے ہیں۔

اس فصل میں اسلامی بینکاری کی اہمیت اور اسکے معاشرتی اثرات پر تفصیل سے گفتگو کی جائے گی۔

مذہبِ اسلام کو دوسرے مذاہب پر اس اعتبار سے بالادستی حاصل ہے کہ دیگر مذاہب انسانی زندگی کے صرف بعض پہلوؤں میں رہنمائی فراہم کرتے ہیں، جب کہ بہت سے شعبوں میں وہ خاموش رہتے ہیں۔ اسلام انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں میں رہنمائی فراہم کرتا ہے اور اپنے پیروکاروں کو دنیا و آخرت کی کامیابی کا یقین دلاتا ہے۔

بینکنگ کے شعبے میں بھی اسلام کی واضح ہدایات موجود ہیں، جنکی بنیاد پر اسلامی بینکاری یا غیر سودی بینکنگ کا نظام قائم کیا گیا ہے۔ یہ نظام قرآن و حدیث کی روشنی میں تشکیل پایا ہے۔ اس میں نفع و نقصان کی منصفانہ تقسیم کو فروغ دیا جاتا ہے،

اور سود کے لین دین سے سختی سے روکا جاتا ہے۔ مزید برآں، اس نظام میں پیداواری عمل کو بڑھاوا دیا جاتا ہے جیسے صنعت و تجارت، خرید و فروخت، مالی لین دین وغیرہ، اور غیر پیداواری عمل سے روکا جاتا ہے جیسے جوا کھیلنا، منشیات کی تجارت، اور مالی تبادلہ کی شکل میں مستقبل کا اندازہ لگا کر مختصر وقت کیلئے سرمایہ کاری (Speculation) کرنا۔

عالمی مالیاتی بحرانکے بعد جبکہ رائج بینک کاری نظام کی ناکامی پوری طرح کھل کر سامنے آگئی، ماہرین مالیات بینک کاری کے دوسرے طریقوں پر غور کرنے پر مجبور ہوگئے اور اس موقع پر دنیا کے مختلف حصوں میں اسلامی بینک کاری کو منظر عام پر آنے کا خوب اچھا موقع ملا۔ باوجود اسکے کہ مشرقِ وسطیٰ، جنوب مشرقی ایشیا (خاص کر ملیشیا اور انڈونیشیا) اور یورپ میں اسلامی بینک کاری نے غیر معمولی ترقی کی ہے، پاکستانی حکومت آج بھی اس نظام کو اجنبی اور ناقابل عمل نظام کے طور پر دیکھتی ہے۔[1] گزشتہ دہائی میں اسلامی بینکوں کے سرمایہ میں پندرہ فیصد کی اوسط درجہ سے اضافہ ہوا ہے اور بہت سارے ترقی یافتہ ممالک نے اسلامی بینک کاری کی شروعات کی ہے جیسے جرمنی، برطانیہ، امریکہ، فرانس اور سنگاپور وغیرہ۔ دنیا کے بہت سے بڑے بنکوں نے اسلامی بنک کاری کے اصولوں کے مطابق اپنی شاخیں کھولی ہیں۔

برطانیہ کے سابق وزیر اعظم گورڈن براون جنکے وزیرِ مالیات رہتے ہوئے وہاں اسلامی بینک کاری نظام کی شروعات ہوئی تھی، اس نظام سے اس قدر مطمئن اور اسکے سلسلے میں پر اعتماد تھے کہ وہ یہاں تک کہہ بیٹھے کہ "مستقبل میں برطانیہ اس نظام کا سرچشمہ یا مرکز بن جائے گا۔" آج کے نتائج انکی پیشین گوئی کی قدرے تصدیق کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت جبکہ دوسرے بینک ڈوب رہے ہیں، برطانیہ کا اسلامی بینک (Islamic Bank of Britain) ملک میں اپنا جال پھیلا رہا ہے اور دوسرے مغربی ممالک میں توسیع کا ارادہ رکھتا ہے۔

چند سال قبل علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے اسلامی بینک کاری کے ماہر پروفیسر نجات اللہ صدیقی[2] کی زیرِ نگرانی اسلامی بینک کاری اور مالیاتی نظام پر ایک پوسٹ گریجویٹ کورس کی شروعات کی ہے۔

اگرچہ اسلامی مالیاتی نظام مذہبی اصولوں سے نکلتا ہے، یہ ایک قابلِ عمل نظام ہے جو کہ خطرے کو تقسیم کرنے کے اصول پر مبنی ہے، اور خطرات سے پُر سرمایہ دارانہ مالیاتی نظام کا متبادل ہونے کے ساتھ ساتھ یہ نظام قرض میں ڈوبے کسانوں، مزدوروں اور پچھڑے طبقے کے لوگوں کو امداد پہنچا کر پاکستانی سماج کو بحال کر سکتا ہے۔ لہٰذا اسلامی بینک کاری نظام میں تمام لوگوں کو شامل کرکے اور ساتھ لے کر چلنے اور ترقی کرنے کی قابلیت موجود ہے۔

---

1 "اسلامک بینکنگ : ملک کی ایک اہم ضرورت", https://rafeeqemanzil.com accessed 5 July 2025/

2 ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کی پیدائش بھارت کے صوبہ اتر پردیش کے علاقہ گورکھپور میں سنہ 1931ء میں ہوئی۔ وطن میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد علی گڑھ مسلم یونیورسٹی چلے گئے، جہاں انھوں نے سنہ 1966ء میں معاشیات میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی، پھر وہیں یونیورسٹی میں معاشیات اور دراسات اسلامیہ کے لیکچرر اور ریڈر مقرر ہوگئے۔ کچھ عرصے بعد وہاں سے سعودی عرب منتقل ہوگئے، جہاں شاہ عبد العزیز یونیورسٹی کے معاشیات اسلامی کے شعبہ میں بحیثیت پروفیسر ان کا تقرر ہوا۔ وہاں سے ریٹائرمنٹ کے بعد وہ کچھ عرصے تک امریکا کی کیلوفورنیا یونیورسٹی میں بھی رہے۔ انھیں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے ڈپارٹمنٹ آف منیجمنٹ اسٹڈیز کے تحت پروفیسر ایمیریٹس بھی بنایا گیا تھا۔

اپنے ملک میں عوامی سطح پر جب ہم اسلامی بینک کاری کے تصور کے سلسلے میں مطالعہ کرتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ملک میں اسلامی بینک کاری کے ماہرین اور تجربہ کار افراد کی سخت کمی ہے۔ اگرچہ چند تربیتی ادارے قائم کیے گئے ہیں، لیکن وہ تجربہ کار ماہرین کی کمی کو پورا کرنے سے قاصر ہیں۔

مزید یہ کہ عوام کا ایک بڑا طبقہ اسلامی بینک کاری کے تصور سے بے خبر ہے۔ بہت سے لوگوں کا یہ خیال ہے کہ یہ صرف مسلمانوں سے متعلق نظام ہے، جب کہ ملیشیا اور برطانیہ میں اسلامی بینکوں کے 40٪ فیصد سے زیادہ گاہک غیر مسلم ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمارا ملک اور اسلامی بینک کاری کی تجارت کو عمل میں لانے کیلئے مطلوبہ قانون سازی کرے جس سے کہ ملک کی ترقی کے ساتھ عوام کی خوشحالی ممکن ہو سکے۔

اسلامی بینکاری کی ضرورت

اسلامی بینکاری کی ضرورت اس لیے ہے کہ روایتی بینکاری کا نظام سودی قرضوں کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ سود کی اسلام میں سخت ممانعت ہے۔ لہٰذا اسلامی بینکاری کی ضرورت اس لیے ہے کہ معاشرے کو ایک ایسا نظام فراہم کیا جائے جو شرعی اصولوں کے مطابق ہو اور سود سے پاک ہو۔

اسلامی بینکاری کی ضرورت اس لیے بھی ہے کہ یہ نظام معاشرے کو ایک ایسا نظام فراہم کرتا ہے جو مساوات پر مبنی ہے اور قرض دار اور قرض خواہ کی برابر شراکت کے ذریعے سرمایہ کاری کے عام مواقع فراہم کرتا ہے۔

قرآن و سنت کی روشنی میں مالیاتی اصول

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کیلئے جو دین نازل فرمایا وہ اسلام ہے، اور اسلام ایک مکمل نظام زندگی اور ضابطہ حیات ہے، قرآن کریم جسکی تلاوت کو اللہ نے عبادت قرار دیا اور اسکے اتباع کا حکم دیا، اور اسکے احکام پر عمل کو ہم پر فرض ہر لازم کیا، اس میں تقریباً پانچ سو کے قریب آیاتِ احکام ہیں، جن میں اصول تشریع اور قواعد کلیہ بیان ہوئے۔ عقیدے، اخلاق اور اعمال کے بارے میں تفصیلات ذکر ہوئیں۔ اہل علم و تحقیق نے ان آیات کی الگ اور مستقل تفسیریں بھی لکھیں، جنہیں "تفسیر آیات الآحکام" کا نام دیا گیا۔ ان آیات میں عبادات کے احکام ہیں۔ معاملات کا بیان ہے۔ اور معاملات کی پھر متعدد قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ اور انہی اقسام میں سے ایک اقتصادی نظام بھی ہے، جو شریعت اسلامیہ کا لازمی حصہ ہے۔ نظامِ اقتصاد کو اہل علم نے پھر دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

ہدایتِ ربانی

1۔ اسلامی مالیاتی نظام میں ایسے اقتصادی اور مالی امور پر مکمل نظم و نسق قائم کیا گیا ہے جو انسانکے کسب و اکٹھی کرنے کے اصولوں کو منظم کرتے ہیں۔ یہ اصول وضاحت کے ساتھ بتاتے ہیں کہ کیا کمانا جائز ہے، کیسے کمانا جائز ہے اور کس اصول و ضابطے کو مد نظر رکھتے ہوئے مال کمانا چاہیے۔ اسی طرح خرچ کرنے کے حوالے سے بھی مخصوص اصول اور

طریقے مقرر کیے گئے ہیں، جنکے تحت انسانکو مال خرچ کرنے کی ہدایات دی گئی ہیں۔ یعنی انسانکو مال کمانے اور خرچ کرنے میں ربانی ہدایات کی پیروی کرنی چاہیے۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے انسانکو اس حوالے سے بہترین اور جامع رہنمائی فراہم کی ہے، تاکہ انسان اپنی زندگی کو مالی اعتبار سے درست اور متوازن طریقے سے گزار سکے۔ اللہ نے فرمایا

﴿وَالَّذِينَ إِذَا أَنفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا و لَمْ يَقْتُرُوا و كَانَ بَيْنَ ذ لِكَ قَوَامًا ﴾[3]

”اور وہ لوگ (عباد الرحمان) جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول اڑاتے ہیں اور نہ کنجوسی کرتے ہیں بلکہ اعتدال کے ساتھ اسکے درمیان رہتے ہیں۔“

حضرت شعیب علیہ السلام پر انکی قوم نے اسی ربانی ہدایت اور جامع نظام کیوجہ سے اعتراض کیا تھا جیسے قرآن نے یوں بیانکی اہے۔ اللہ نے فرمایا:

﴿قَالُوا يَا شُعَيْبُ أَصَلَاتُكَ تَأْمُرُكَ أَنْ نَتْرُكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا أَوْ أَنْ نَفْعَلَ فِي أَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ ﴾[4]

”انھوں نے کہا! اے شعیب! کیا تمھاری نماز تمھیں یہ سکھاتی ہے کہ ہمارے باپ دادا جنکی عبادت کرتے آئے ہیں ہم انہیں چھوڑ دیں، یا اپنے مالوں میں اپنی منشا کا جو تصرف کرتے ہیں وہ بھی چھوڑ دیں۔“

احکام الٰہی کی اس قسم کے متعلق قرآن کریم میں تقریباً دس آیات ہیں۔

2۔ مالی امور و معاملات کے بارے میں معاشرتی احکام جن کا تعلق باہم لین دین اور افرادِ معاشرہ کے درمیان آپس میں دولت کی گردش کے اصول و قواعد کے ساتھ ہے، جس میں بیع و تجارت، شراکت، اجارہ، رہن، کفالت، قرض اور مرابحہ وغیرہ کی تفصیلات بیانکی گئی ہیں۔

اللہ نے فرمایا کہ تجارت رضامندی والی چیز ہے جس میں بیچنے والا اور خریدار دونوں جب تک راضی نہ ہوں تو تجارت حلال کہلا ہی نہیں سکتی اور نہ ہی منعقد ہو سکتی ہے۔ اسی طرح دوسروں کا مال باطل طریق سے کھانے کی ممانعت کی گئی ہے، جیسا کہ ارشاد ہوا

﴿وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ و تُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ و أَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴾[5]

”آپس میں ایک دوسرے کے مال باطل طریقے سے نہ کھاؤ، اور اسکو (رشوت بناکر) حاکموں کے پاس نہ پہنچاؤ، تاکہا سطر حلوگوں کے مال کا ایک حصہ ناجائز طور پر کھاجاؤ اور تم علم بھی رکھتے ہو۔“

نیز اللہ تعالیٰ نے باطل طریق سے مال کھانے کو اس انداز میں حرام فرمایا اور حکم دیا کہ

---

3 القرآن 67:25

4 القرآن 87:11

5 القرآن 188:2

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ ﴾ [6]

"اے ایمان والو! اپنے مال آپس میں باطل طریقے سے نہ کھاؤ، مگر صرف اس صورت میں کہ باہم رضا مندی سے تجارت کا لین دین ہو۔"

اس موضوع کی تفصیلات تقریباً ستر آیات میں بیان ہوئی ہیں۔

الغرض شریعت اسلامیہ نے مالی امور سمیت ہر شعبہ زندگی کیلئے جامع احکام دیئے ہیں، جنکی تفصیلات کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ میں وضاحت سے بیان کردی گئی ہیں۔

مال کی اہمیت اور اسکی تقسیم

مالی امور و معاملات پر انسانی زندگی اور انکے پر امن بقائے باہمی کا بڑا انحصار ہے، اللہ تعالیٰ نے مال کو "قیام" یعنی زندگی کا سہارا اور اسے بہتر طریقے سے گزارنے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ فرمایا

﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا ﴾ [7]

"بے عقل لوگوں کو ان کا مال، جسے اللہ نے تم لوگوں کے لیے سبب معیشت بنایا ہے نہ دو۔"

مال کی اسی اہمیت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے اسکی تقسیم کا ذمہ خود لیا، اور انسانوں کے درمیان "معیشت" خود تقسیم کی اور لوگوں کی اس پر عارضی ملکیت کا تعین بھی خود کیا، اور ایک خاص مقصد اور فائدے کیلئے اس میں اختلاف و تفاوت قائم رکھا، ہر شخص کو اسکے مزاج اور ضرورت کے مطابق عطا کرکے معاشرے کی تشکیل اور اسکے مالی نظام کا اہتمام کیا، اسطرح انسانوں کو باہم ایک دوسرے کی خدمت پر لگادیا۔ فرمایا

﴿أَهُمْ يَقْسِمُونَ ر حْمَتَ ر بِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُم مَّعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا و ر فَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ د ر جَاتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُم بَعْضًا سُخْرِيًّا و ر حْمَتُ ر بِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ﴾ [8]

"کیا یہ لوگ تیرے رب کی رحمت کو تقسیم کرتے ہیں، ہم نے انکے درمیان انکی معیشت کو دنیا کی زندگانی میں تقسیم کردیا ہے اور انکے ایک دوسرے پر درجے بلند کردیئے، تاکہ یہ ایک دوسرے سے خدمت لے سکیں، اور جو کچھ یہ لوگ جمع کرتے ہیں تیرے رب کی رحمت اس سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔"

اللہ نے اپنے فضل خاص سے انسان کو حق ملکیت عطا کیا اور اس میں تصرف کا اختیار دیا، اسے ناجائز استعمال کرنے اور بے جا ضائع کرنے سے منع کیا۔ فرمایا

---

6 القرآن 29:4

7 القرآن 5:4

8 القرآن 32:43

﴿وَإِن تُبْتُمْ فَلَكُمْ ر ءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ و لَا تُظْلَمُونَ ﴾ [9]

”اور اگر توبہ کرلوگے، تو تمہارے اصل اموال تمہارے لیے ہیں، نہ ظلم کروگے اور نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔“

﴿وَكُلُوا و اشْرَبُوا و لَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ﴾ [10]

”اور کھاؤ اور پیو اور بے جا ضائع نہ کرو، بے شک وہ بے جا خرچ کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔“

انسان کا جب رشتہ حیات منقطع ہوتا ہے، تو اسکی یہ اللہ کی طرف سے عطا کی ہوئی عارضی ملکیت بھی عارضی زندگی کے ساتھ ختم ہوجاتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس مال کی از سرنو ”تقسیم“ کے ذریعے نئی ملکیت کا تعین فرمادیتے ہیں، اور اس تقسیم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی حدیں قرار دے کر اسکی اہمیت بیان فرمائی، اور ان حدوں کو توڑ کر غلط تقسیم کرنے اور کمزوروں کو طاقت کے بل بوتے پر دبانے کی مذمت کی اور اس پر اپنے عذاب کی سخت وعید سنائی۔ فرمایا

﴿تِلْكَ حُدُودُ اللهِ ومَن يُطِعِ اللهَ ور سُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا و ذ لِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ومَن يَعْصِ اللهَ و ر سُولَهُ و يَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا و لَهُ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴾ [11]

”یہ (وراثت کے احکام) اللہ کی حدیں ہیں، اور جو اللہ اور اسکے رسول کی فرماں برداری کرے گا، اللہ اسکو ایسے باغات میں داخل کرے گا جنکے نیچے سے نہریں بہتی ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور یہ بڑی کامیابی ہے، اور جو اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اسکی حدوں سے تجاوز کرے گا، اسکو اللہ آگ میں داخل کرے گا جہاں وہ ہمیشہ رہے گا اور اسکی لئے رسوا کرنے والا عذاب ہوگا۔“

سنت نبویہ علیھا الصلاۃ والسلام میں بھی مالی امور و معاملات کے اصول و قواعد کے سلسلے میں بڑا مواد موجود ہے۔ متعدد نصوص براہ راست اصول متعین کرتی ہیں اور فقہاء و مجتہدین نے نصوص سے استنباط کرکے بھی بڑا معقول مواد معاشرے کی رہنمائی کیلئے فراہم کیا ہے۔

اقتصادیات کے چند اہم اصول اور قواعد

یہی اصول اور قواعد عامہ اقتصادی مسائل کیلئے اساس و بنیاد ہیں، اور احکام کی ترتیب اور مالی معاملات کی تفہیم کے لیے سہولت فراہم کرتے ہیں۔ نئے پیش آنے والے امور کا انہی کی روشنی میں کتاب و سنت کے مطابق جائزہ لیا جاتا ہے۔ اور جائز اور ناجائز کا تعین کیا جاتا ہے۔ باقی شریعت کی طرح یہ نصوص کتاب و سنت اور انکی تفہیم و تسہیل کیلئے مرتب کردہ یہ اصول و قواعد اُمت کی رہنمائی کے لیے ابدی و دائمی حیثیت کے حامل ہیں،

معاشرے کے تمام معاشی مسائل کا حل ان میں موجود ہے، مثلاً

9 القرآن 279:2

10 القرآن 31:7

11 القرآن 4:13-14

"إِنَّمَا الْبَيْعُ عَنْ تَرَاضٍ " [12]

"تجارت دو طرفہ رضامندی سے ہے۔"

"وَالْمُسْلِمُونَ عَلَى شُرُوطِهِمْ إِلاَّ شَرْطًا حَرَّمَ حَلاَلاً أَوْ أَحَلَّ" حَرَامًا"[13]

"مسلمان اپنی طے شدہ شرطوں کے پابند ہیں ماسوا ایسی شرط کے جو حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر دے۔"

" لَا ضَمَانَ عَلَيٰ مُؤْتَمَنٍ"[14]

"جسکے پاس امانت رکھی جائے (ضائع ہونے کی صورت میں) وہ اس کا ذمہ دار نہیں ہے۔"

" لَاوَصِيَّةَ لِوَارِثٍ " [15]

"وارث کیلئے وصیت نہیں ہے۔"

" لَا يَحِلُّ مَالُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِطِيبِ نَفْسٍ مِنْهُ"[16]

"مسلمان آدمی کا مال اسکی خوش دلی کے بغیر حلال نہیں ہے۔"

"نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ "[17]

"نبی کریم ﷺ نے دھوکے کی بیع سے منع فرمایا۔"

اطاعت و فرمانبرداری کے اعتبار سے سنت نبویہ میں وارد اصول و احکام کی بھی وہی حیثیت ہے جو کتاب اللہ میں وارد اصول و احکام کی ہے۔ ارشاد ربانی ہے

﴿وَما آتاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَ ما نَهاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا ﴾ [18]

"رسول اللہ ﷺ جو کچھ تمھیں دیں اسے لے لو اور جس سے منع کر دیں اس سے باز رہو۔"

قرآن کریم کے علاوہ جو احکام نبی علیہ السلام دیتے تھے، وہ نبی اکرم ﷺ پر اللہ کی وحی تھی یا بعض اہل علم کے خیال کے مطابق ان میں سے کچھ آپ ﷺ کے اجتہادات تھے، جنہیں بعد میں وحی کے ذریعے برقرار رکھا گیا، جو قرانکی

---

12 ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، سنن ابن ماجه، باب: بيع الخيار، دار إحياء الكتب العربية، ج2، رقم الحديث:2185

13 الترمزی، سنن الترمذي، باب: ماذكر عن رسول اللهﷺ في الصلح بين الناس، رقم الحديث:1352

14 الدارقطني، أبو الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي (المتوفى:385ه)، سنن الدارقطني، كتاب البيوع، مؤسسة الرسالة، بيروت-لبنان1424ه، رقم الحديث:2961

15 ابن ماجه القزويني، سنن ابن ماجه، باب: لَاوَصِيَّةَ لِوَارِثٍ، رقم الحديث:2713

16 احمد بن حنبل، أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد (المتوفى:241ه-)، مسند الإمام أحمد بن حنبل، باب: كتاب البيوع، مؤسسة الرسالة، 1421، رقم الحديث:2885

17 أبو داود، سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي (المتوفى:275ه-)، سنن أبي داود، باب: في بيع الغرر، المكتبة العصرية، صيدا-بيروت، رقم الحديث:3376

18 القرآن 7:59

تفسیر و تاکید کے علاوہ مستقل بالذات احکام بھی ہیں۔ ہر صورت میں وہ شریعت کا جزوِلازم ہیں جنہیں نظر انداز کرنے کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔

اسلامی بینک کاری کے معاشرتی اثرات

اسلامی بینکاری نہ صرف ایک مالیاتی نظام ہے بلکہ یہ ایک ایسا معیشت کا نمونہ ہے جو معاشرتی فلاح و بہبود اور انصاف کو فروغ دیتا ہے۔ یہ نظام سود سے پاک ہے اور شریعت کے اصولوں پر مبنی ہے، جو انسانی بھلائی، سماجی استحکام اور معاشی مساوات کو یقینی بناتا ہے۔ ذیل میں اسلامی بینکاری کے کچھ اہم معاشرتی فوائد بیان کیے جارہے ہیں:

1۔ غربت کے خاتمے میں معاونت

اسلامی بینکاری کا بنیادی مقصد دولت کی منصفانہ تقسیم اور غریبوں کی مالی معاونت ہے۔ روایتی بینکاری کے برعکس، اسلامی بینکاری میں سود کا عنصر شامل نہیں ہوتا، بلکہ اسکی بنیاد شراکت داری (مشارکہ) اور منافع و نقصان میں شرکت (مضاربہ) پر ہوتی ہے۔ یہ طریقہ کار غریب طبقے کیلئے مالی وسائل تک رسائی کو آسان بناتا ہے، جس سے وہ اپنے کاروبار کو فروغ دے سکتے ہیں اور خود کفیل بن سکتے ہیں۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ﴾[19]

"اور جو کچھ تم سود دیتے ہو تاکہ لوگوں کے مال میں اضافہ ہو، وہ اللہ کے نزدیک بڑھتا نہیں، اور جو زکوٰۃ تم دیتے ہو، اس سے تم اللہ کی رضا چاہتے ہو، تو یہی لوگ ہیں جو (اپنے مال کو) کئی گنا بڑھانے والے ہیں۔
"

2۔ معاشرتی عدل اور اقتصادی مساوات

اسلامی بینکاری کا نظام ایسے طریقوں پر مبنی ہے جو دولت کو چند ہاتھوں میں محدود نہیں رہنے دیتا بلکہ اسکی تقسیم کو یقینی بناتا ہے۔ اس میں زکوٰۃ، صدقات اور خیرات کا ایک مربوط نظام موجود ہے، جو سماجی انصاف کو فروغ دیتا ہے اور امیر و غریب کے درمیان فرق کو کم کرتا ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ "وہ قوم کبھی فلاح نہیں پاسکتی جس میں کمزور کو اس کا حق پورا نہ دیا جائے۔

19 القرآن 39:30

3۔ غیر سودی معیشت کی ترویج

اسلامی بینکاری کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ یہ معیشت کو سود کے نقصان دہ اثرات سے محفوظ رکھتی ہے۔ سودی نظام نہ صرف غربت میں اضافے کا سبب بنتا ہے بلکہ یہ مالیاتی بحرانوں اور معیشتی عدم استحکام کی بھی ایک بڑی وجہ ہے۔ اسلامی بینکاری میں مضاربہ اور مشارکہ جیسے کاروباری اصول اپنائے جاتے ہیں، جنکے ذریعے دولت کی گردش میں اضافہ ہوتا ہے اور معاشی ترقی ممکن ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ: "اللہ نے تجارت کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا۔

4۔ اخلاقی اقدار اور دیانت داری کا فروغ

اسلامی بینکاری میں تمام مالیاتی معاہدات دیانت، شفافیت اور ذمہ داری کے اصولوں پر مبنی ہوتے ہیں۔ اس میں دھوکہ دہی، سود خوری، اور ناجائز منافع خوری کی کوئی گنجائش نہیں۔ یہ نظام معاشرے میں ایک ایسا مالیاتی ماحول تشکیل دیتا ہے جہاں کاروبار میں سچائی اور ایمانداری کو فروغ دیا جاتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "بہترین کمائی وہ ہے جو اپنے ہاتھ سے کمائی جائے اور ہر جائز تجارت۔

5۔ چھوٹے کاروباروں کی ترقی اور خود کفالت

اسلامی بینکاری چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاروباری اداروں (SMEs) کی ترقی میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ چونکہ اسلامی بینک قرض دینے کے بجائے شراکت داری اور مضاربہ جیسے ماڈلز کو اپناتے ہیں، اس لیے یہ چھوٹے کاروباری افراد کو مالی تعاون فراہم کرتے ہیں اور انکیلئے ترقی کے دروازے کھولتے ہیں۔ اسکے برعکس، روایتی بینک زیادہ تر بڑے کاروباری اداروں کو قرض دیتے ہیں، جس سے چھوٹے کاروباری افراد پیچھے رہ جاتے ہیں۔

6۔ فلاحی اور رفاہی منصوبوں میں معاونت

اسلامی بینکاری کے ذریعے کئی فلاحی منصوبے چلائے جا سکتے ہیں، جیسے کہ زکوۃ فنڈز، صدقات اور اسلامی سماجی فلاحی پروگرام۔ یہ منصوبے معاشرے کے غریب اور نادار افراد کیلئے ایک مضبوط سہارا فراہم کرتے ہیں۔ اسلامی بینکاری کے مختلف ماڈلز جیسے وقف، قرض حسنہ اور تکافل (اسلامی بیمہ) فلاحی ترقی کیلئے نہایت مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔

7۔ مالیاتی بحرانوں سے تحفظ

اسلامی بینکاری کا نظام معاشی بحرانوں کے دوران ایک مستحکم اور پائیدار مالیاتی ماڈل کے طور پر کام کر سکتا ہے۔ 2008 کے عالمی مالیاتی بحران میں اسلامی بینکاری کے ماڈلز نے بہتر کارکردگی دکھائی تھی، کیونکہ یہ قیاس آرائی (Speculation) اور غیر حقیقی مالیاتی سرگرمیوں سے محفوظ ہوتا ہے۔

8۔ سود سے نجات اور سودی نظام کا خاتمہ

اسلامی بینک کاری کا ایک اہم معاشرتی اثر سود سے نجات اور سودی نظام کا خاتمہ ہے۔ اسلام نے مالیاتی نظام کو منصفانہ بنانے کیلئے سود کی ممانعت کی ہے، جسکے تحت سودی لین دین کو ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ سودی نظام میں قرض دینے والے ادارے کو اضافی منافع حاصل ہوتا ہے، جسکی وجہ سے معاشرتی ناہمواری اور اقتصادی عدم مساوات بڑھتی ہے۔ جب قرضوں کے بدلے میں سود لیا جاتا ہے، تو یہ غریبوں کیلئے مزید مشکلات پیدا کرتا ہے، کیونکہ وہ پہلے ہی کم وسائل کے مالک ہوتے ہیں اور ان پر قرض کا بوجھ بڑھ جاتا ہے۔ اسکے برعکس، اسلامی بینک کاری میں قرضے دینے کا مقصد لوگوں کو مالی تعاون فراہم کرنا اور انکے مسائل حل کرنا ہوتا ہے، نہ کہ ان سے اضافی منافع کمانا۔ اسلامی بینک کاری میں شراکت داری اور خطرات کی مشترکہ تقسیم پر زور دیا جاتا ہے، جس کا مطلب ہے کہ بینک اور گاہک دونوں کو منافع یا نقصان میں شریک ہونا پڑتا ہے۔ اس طرح، اسلامی بینک کاری مالیاتی اداروں اور گاہکوں کے درمیان اعتماد اور تعاون کا ماحول پیدا کرتی ہے، جس سے کاروباری سرگرمیاں زیادہ منصفانہ اور شفاف ہوتی ہیں۔ سودی نظام کے خاتمے سے اسلامی بینک کاری معاشرتی انصاف کی طرف ایک اہم قدم ہے، کیونکہ یہ زیادہ تر لوگوں کو مالیاتی سروسز فراہم کرتا ہے اور انکے حقوق کا احترام کرتا ہے۔ مزید یہ کہ، اسلامی بینک کاری معیشت میں توازن پیدا کرنے میں مدد دیتی ہے، کیونکہ یہ مالی وسائل کو پیداوار اور ترقیاتی منصوبوں میں لگانے کی حوصلہ افزائی کرتی ہے، بجائے اسکے کہ وہ صرف قرض کے ذریعے مزید منافع حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اسکے نتیجے میں، معاشرتی سطح پر غربت میں کمی، روزگار کے مواقع میں اضافہ اور اقتصادی استحکام ممکن ہوتا ہے۔ اسطرح اسلامی بینک کاری کا معاشرتی اثر صرف افراد تک محدود نہیں رہتا بلکہ پورے معاشرے کی فلاح و بہبود پر گہرا اثر ڈالتا ہے۔[20]

9۔ غیر ملکی سرمایہ کاری کو فروغ

غیر ملکی سرمایہ کاری کو فروغ دینا اسلامی بینک کاری کا ایک اہم معاشرتی اثر ہے، جو کسی بھی ملک کی اقتصادی ترقی اور استحکام کیلئے انتہائی ضروری ہے۔ اسلامی بینک کاری میں سرمایہ کاری کے اصول ایسے ہوتے ہیں جو غیر ملکی سرمایہ کاروں کو ایک محفوظ اور منصفانہ ماحول فراہم کرتے ہیں۔ چونکہ اسلامی مالیاتی نظام میں سود کی ممانعت ہے اور کاروباری شراکت داری پر زور دیا جاتا ہے، اس لیے غیر ملکی سرمایہ کاروں کو یہ یقین دہانی ہوتی ہے کہ انکے سرمایہ کاری کے فیصلے شفاف اور اخلاقی اصولوں کے مطابق ہوں گے۔ اسلامی بینک کاری کے تحت سرمایہ کاری کا عمل کاروباری منافع کے ساتھ ساتھ معاشرتی فلاح و بہبود کو بھی مد نظر رکھتا ہے، جو غیر ملکی سرمایہ کاروں کیلئے ایک اہم توجہ کا مرکز بنتا ہے۔ جب

20 "اسلامی بینکاری / سود کا خاتمہ", - accessed 5 July 2025, https://www.linkedin.com/pulse/% .rabia-saghar-advocate-high-court

غیر ملکی سرمایہ کار اسلامی بینک کاری کے اصولوں کو سمجھتے ہیں، تو وہ اس میں شریک ہونے کو ترجیح دیتے ہیں، کیونکہ انہیں لگتا ہے کہ یہاں ان کا سرمایہ زیادہ محفوظ اور منافع بخش ہو گا۔ اسکے علاوہ، اسلامی بینک کاری کے ذریعے غیر ملکی سرمایہ کاروں کو ملک میں کاروبار کرنے کیلئے ایک قانونی اور اخلاقی فریم ورک فراہم کیا جاتا ہے، جو انکے سرمایہ کاری کے فیصلوں کو آسان بناتا ہے۔ اسلامی بینک کاری میں خصوصی طور پر تجارت، صنعت اور انفراسٹرکچر کے شعبوں میں سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے، جو ملک کی معیشت کو مضبوط بنانے اور ترقی کی رفتار کو تیز کرنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ غیر ملکی سرمایہ کاری کا فروغ ملک کیلئے زرمبادلہ کے ذخائر میں اضافہ کرتا ہے، جو معیشت کی استحکام کیلئے ضروری ہے۔ اسکے علاوہ، غیر ملکی سرمایہ کاری سے ٹیکنالوجی کی منتقلی، جدید کاروباری طریقوں کی آمد اور عالمی مارکیٹس میں مقامی مصنوعات کی رسائی بھی ممکن ہوتی ہے۔ ان سب عوامل کی بدولت، غیر ملکی سرمایہ کاری نہ صرف مالی فوائد حاصل کرتی ہے بلکہ ملک کی معیشت میں طویل مدتی ترقی اور خوشحالی کے مواقع بھی پیدا کرتی ہے۔ اسکے نتیجے میں روزگار کے نئے مواقع پیدا ہوتے ہیں اور مقامی کاروباری طبقے کو عالمی سطح پر مسابقتی بنانے کیلئے ضروری مہارتیں ملتی ہیں۔ یوں، اسلامی بینک کاری کے اصول غیر ملکی سرمایہ کاری کو فروغ دے کر ملک کی اقتصادی ترقی کیلئے ایک اہم محرک کا کردار ادا کرتے ہیں۔

محمد عابد اپنی کتاب اسلامی بینک کاری: اصول و عمل میں لکھتے ہیں:

> "اسلامی بینک کاری کا مقصد نہ صرف مقامی معیشت کی ترقی ہے بلکہ یہ غیر ملکی سرمایہ کاری کو بھی ایک منصفانہ اور اخلاقی فریم ورک فراہم کرتا ہے، جس سے عالمی سرمایہ کاروں کی توجہ ملک کی معیشت کی طرف مبذول ہوتی ہے۔ اسکے ذریعے معاشی استحکام اور ترقی کی راہیں کھلتی ہیں۔"[21]

10۔ معاشرتی یکجہتی

اسلامی بینک کاری کا ایک اور معاشرتی اثر معاشرتی یکجہتی کی پیدائش ہے۔ اسلامی مالیاتی نظام میں شراکت داری اور تعاون پر زور دیا جاتا ہے، جسکی بدولت افراد اور کاروباری ادارے ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کام کرتے ہیں، اس سے نہ صرف مالی تعاون بلکہ معاشرتی تعلقات میں بھی بہتری آتی ہے۔ اسلامی بینک کاری کے ذریعے قرض دینے کا عمل سود پر مبنی نہیں ہوتا، بلکہ اس میں منافع اور نقصانات کی مشترکہ تقسیم کی بنیاد ہوتی ہے، جس سے تمام فریقین کے درمیان اعتماد بڑھتا ہے اور ایک دوسرے کی مدد کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اس طرح، افراد میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون اور مدد کرنے کی ثقافت فروغ پاتی ہے، جو کہ معاشرتی یکجہتی کی جانب ایک اہم قدم ہے۔ اسکے علاوہ، اسلامی بینک کاری میں نفع کا مقصد صرف مالی فائدہ نہیں ہوتا بلکہ معاشرتی بھلائی بھی شامل ہوتی ہے، جیسے کہ صحت،

21 محمد عابد، اسلامی بینک کاری: اصول و عمل (لاہور: زاویہ پبلی کیشنز لاہور)، ج 1، ص 129

تعلیم اور فلاحی منصوبوں میں سرمایہ کاری۔ اس سے معاشرتی ترقی کی راہیں ہموار ہوتی ہیں اور مختلف طبقات کے درمیان ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے۔

"اسلامی بینک کاری میں تعاون اور شراکت داری کی بنیاد پر کام کرنے سے معاشرتی یکجہتی کی فضا قائم ہوتی ہے، جس میں افراد اور ادارے ایک دوسرے کی مدد کرنے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ یہ معاشرتی ہم آہنگی اور اخلاقی اصولوں کے فروغ میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔"[22]

11۔ چیلنجز کا سامنا

اسلامی بینک کاری کے نظام کو کئی چیلنجز کا سامنا ہے، جن میں سے سب سے بڑا چیلنج اس نظام کی مکمل نفاذ اور سودی نظام سے آزاد معاشی ماحول قائم کرنا ہے۔ دنیا کے بیشتر ممالک میں موجودہ مالیاتی نظام سود پر مبنی ہے، اور اسلامی بینک کاری کے اصولوں کو مکمل طور پر نافذ کرنا ایک پیچیدہ عمل ہے۔ اسکے علاوہ، اسلامی بینک کاری کو منظم کرنے کیلئے مستند فقہی ماہرین کی رہنمائی اور نئے مالیاتی آلات کی ضرورت ہوتی ہے، جو مارکیٹ کے تقاضوں کو پورا کر سکیں۔ ایک اور چیلنج اسلامی بینکوں کی محدودیت ہے، جو بہت سے شعبوں میں مکمل طور پر اپنے مالیاتی سسٹم کو نافذ کرنے میں کامیاب نہیں ہو پاتے ہیں۔ غیر مسلم ممالک میں اسلامی بینک کاری کا پذیرائی مشکل ہے، کیونکہ وہاں کے سرمایہ کاروں کیلئے سود سے آزاد نظام کی سمجھ اور اسکی افادیت پر شبہات ہیں۔

مزید برآں، اسلامی بینک کاری کی ترقی میں عوامی آگاہی کی کمی بھی ایک بڑی رکاوٹ ہے۔ لوگ اب تک روایتی بینکنگ سسٹم کی عادی ہیں اور اسلامی مالیاتی اصولوں کی اہمیت کو سمجھنے میں مشکلات کا سامنا کرتے ہیں۔ اسکے علاوہ، اسلامی بینکوں کیلئے شرعی قوانین کی سخت پیروی کرنا ایک اور چیلنج ہے، کیونکہ اس میں شرعی کمیٹیوں کی نگرانی اور تصدیق ضروری ہوتی ہے، جو ہر مالی معاہدہ کو شرعی اصولوں کے مطابق جائز قرار دیتی ہیں۔ ان تمام چیلنجز کا سامنا کرتے ہوئے اسلامی بینکوں کو اپنے خدمات اور پالیسیوں کو بہتر بنانے کیلئے مسلسل جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔

12۔ حلال مال کی برکات کا مشاہدہ

حلال مال کی برکات کا مشاہدہ انسانی زندگی میں مختلف سطحوں پر ہوتا ہے، اور اس کا اثر نہ صرف مالی استحکام پر ہوتا ہے بلکہ روحانیت اور معاشرتی تعلقات پر بھی گہرا اثر ڈالتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق حلال مال انسانی محنت، ایمانداری اور صحیح راستے پر چل کر حاصل کیا گیا رزق ہے۔ جب انسان حلال طریقے سے مال کماتا ہے تو اسکی برکات اسکی زندگی میں واضح طور پر نظر آتی ہیں۔ سب سے پہلے، حلال رزق انسانی روحانیت کو پاکیزہ بناتا ہے، کیونکہ حرام

22 القرضاوی، یوسف، اسلامی بینک کاری اور معاشرتی اثرات (لاہور: العلم پبلی کیشنز)، ص 76

طریقوں سے کمائی ہوئی دولت انسانی ذہنی سکون کو متاثر کرتی ہے، جب کہ حلال مال سے سکون اور اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

حلال مال کی برکات کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ یہ انسانی زندگی میں خوشحالی، ترقی اور استحکام لاتا ہے۔ جب مال حلال ہوتا ہے، تو وہ فلاحی کاموں میں خرچ کرنے کی طرف راغب کرتا ہے، جیسے کہ صدقہ، خیرات، یتیموں اور مسکینوں کی مدد، اور اس سے معاشرتی ہم آہنگی اور یکجہتی بڑھتی ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق، حلال رزق کی برکات اس وقت بھی ظاہر ہوتی ہیں جب انسان اپنے مال کا کچھ حصہ دوسروں کی فلاح کیلئے خرچ کرتا ہے، کیونکہ اس سے نہ صرف اسکی ذاتی زندگی میں سکون آتا ہے بلکہ معاشرتی سطح پر بھی ترقی ہوتی ہے۔

اسکے علاوہ، حلال مال کی برکات میں ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ یہ کاروباری تعلقات میں شفافیت اور اعتماد پیدا کرتا ہے۔ جب افراد حلال طریقے سے کماتے ہیں، تو وہ اپنے کاروباری معاملات میں ایمانداری سے کام کرتے ہیں، جس سے دیگر لوگوں کا اعتماد جیتا جاتا ہے اور کاروبار میں برکت آتی ہے۔ حلال مال کی برکات صرف فرد کی سطح تک محدود نہیں رہتیں بلکہ پورے معاشرے کو فائدہ پہنچاتی ہیں۔

> "جب انسان حلال طریقے سے مال کماتا ہے۔ تو اسکی زندگی میں سکون، خوشحالی اور ترقی آتی ہے۔ حلال مال نہ صرف فرد کی روحانیت میں بہتری لاتا ہے بلکہ پورے معاشرے کی فلاح میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔"[23]

مختصر یہ کہ اسلامی بینکاری کا نظام ایک متبادل اور زیادہ پائیدار مالیاتی ماڈل فراہم کرتا ہے، جو سودی نظام کی خرابیوں سے پاک اور معاشرتی فلاح و بہبود پر مبنی ہے۔ یہ نہ صرف غربت کے خاتمے، معاشی عدل، اور چھوٹے کاروباری اداروں کے فروغ میں معاون ثابت ہوتا ہے، بلکہ اخلاقی اقدار، دیانت داری اور سماجی ترقی کو بھی فروغ دیتا ہے۔ اگر اسلامی بینکاری کو صحیح معنوں میں اسلامی اصولوں کے مطابق نافذ کیا جائے تو یہ عالمی مالیاتی نظام کیلئے ایک کامیاب اور عادلانہ متبادل ثابت ہو سکتا ہے۔

اسلامی بینکاری ایک جدید مالیاتی نظام ہے جو اسلامی اصولوں کے مطابق ترتیب دیا گیا ہے، جہاں سود کی ممانعت بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کا بنیادی مقصد ایک ایسا معاشی نظام تشکیل دینا ہے جو شریعت کے اصولوں پر مبنی ہو اور سماجی انصاف، فلاح و بہبود، اور اخلاقی مالیاتی سرگرمیوں کو فروغ دے۔ اسلامی بینکاری نہ صرف سود سے پاک معیشت کی بنیاد فراہم کرتی ہے بلکہ مالیاتی شفافیت، دیانت داری اور معاشرتی انصاف کو بھی یقینی بناتی ہے۔ اس نظام کے تحت

---

23 عطاءاللہ، حلال رزق اور اس کی برکات (لاہور: زاویہ پبلشرز)، ص 175

کاروباری معاملات میں شراکت (مشارکہ)، مضاربہ، اجارہ اور مرابحہ جیسے اصولوں کو اپنایا جاتا ہے تاکہ غیر منصفانہ اور استحصالی معاشی سرگرمیوں سے اجتناب کیا جاسکے۔

اسلامی بینکاری کا آغاز بیسویں صدی کے وسط میں ہوا اور اسکے ارتقاء میں اسلامی معیشت کے ماہرین، دینی علماء، اور مالیاتی ادارے پیش پیش رہے۔ ابتدا میں یہ تصور ایک محدود دائرے میں مقید تھا، لیکن وقت کے ساتھ اسکی افادیت اور مقبولیت میں اضافہ ہوتا گیا۔ آج اسلامی بینکاری نہ صرف مسلم ممالک بلکہ عالمی سطح پر بھی تیزی سے فروغ پا رہی ہے، اور کئی غیر مسلم ممالک کے مالیاتی ادارے بھی اسلامی مالیاتی اصولوں کو اپنا رہے ہیں۔ اسلامی بینکاری روایتی بینکاری کے مقابلے میں ایک مستحکم اور غیر استحصالی متبادل فراہم کرتی ہے، جہاں دولت کی مساوی تقسیم اور غیر یقینی (غرر) سے اجتناب بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔

اس مالیاتی نظام کی سب سے بڑی اہمیت یہ ہے کہ یہ منافع اور نقصان میں شراکت داری کے اصول کو فروغ دیتا ہے، جس سے ایک مستحکم اور انصاف پر مبنی معیشت وجود میں آتی ہے۔ اسکے علاوہ، اسلامی بینکاری کی بدولت معاشرتی فلاح و بہبود کے مختلف منصوبوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے، جن میں زکوٰۃ، صدقات اور اسلامی سرمایہ کاری کے دیگر ذرائع شامل ہیں۔ اس کا براہ راست اثر معاشرتی ترقی پر پڑتا ہے، کیونکہ اسلامی بینکاری غربت میں کمی، معاشی مواقع کی دستیابی، اور دولت کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بنانے میں مدد دیتی ہے۔ اسلامی بینکاری کے معاشرتی اثرات نہ صرف انفرادی افراد پر بلکہ کاروباری اداروں اور پورے ملک کی معیشت پر بھی گہرے اور مثبت اثرات مرتب کرتی ہے۔ یہ ایک ایسا مالیاتی نظام ہے جو فطری اصولوں پر استوار ہے اور مالی بحرانوں سے بچاؤ کیلئے مفید ثابت ہوتا ہے۔ اس نظام میں غیر ضروری قرضوں اور غیر مستحکم سرمایہ کاری سے پرہیز کیا جاتا ہے، جسکی وجہ سے یہ ایک مضبوط اور مستحکم معیشت کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ اسلامی بینکاری کی بدولت ایک ایسی معاشی فضا قائم ہوتی ہے جہاں سرمایہ کا بہاؤ انصاف اور ذمہ داری کے اصولوں پر ہوتا ہے، جس سے دولت چند افراد کے ہاتھوں میں محدود ہونے کے بجائے پورے معاشرتی ڈھانچے میں گردش کرتی ہے۔ اسطرح اسلامی بینکاری عالمی سطح پر ایک پائیدار، متوازن اور قابل اعتماد مالیاتی نظام کی بنیاد فراہم کرتی ہے جو اسلامی اصولوں کے مطابق بھی ہے اور عالمی اقتصادی ترقی میں اہم کردار بھی ادا کرتا ہے۔[24]

اسلامی بینکاری ایک ایسا مالیاتی نظام ہے جو شریعت کے اصولوں پر مبنی ہے اور اس کا مقصد معاشی ترقی اور سماجی فلاح کیلئے رہنمائی فراہم کرنا ہے۔ اس نظام میں سود کی ممانعت کی جاتی ہے، اور اسکی جگہ شراکت داری، کرایہ داری، مضاربت

[24] 'مالیات کے بارے میں بنیادی معلومات – SECP', accessed 5 July 2025, https://www.secp.gov.pk/ur/for-investors/financial-basics/.

اور مشارکت جیسے معاہدے استعمال کیے جاتے ہیں تاکہ مالی معاملات اخلاقی اور منصفانہ بنیادوں پر چل سکیں۔ اس میں منافع اور نقصان دونوں فریقوں میں تقسیم ہوتے ہیں، جس سے معاشی عدلیہ اور شفافیت کو فروغ ملتا ہے۔

اسلامی بینکاری کا مقصد صرف مالی فوائد کمانا نہیں بلکہ شریعت کی ہدایات کے مطابق معاشی نظام کو بہتر بنانا ہے۔ اس کا بنیادی مقصد معاشرتی انصاف، غربت کا خاتمہ اور معاشی تفاوت کو کم کرنا ہے۔ اسلامی بینکاری میں سود کی ممانعت کے ساتھ منصفانہ مالی معاہدے کیے جاتے ہیں تاکہ مالی سرگرمیاں شریعت کے اصولوں کے مطابق ہوں۔ اس کا مقصد مالی وسائل کا درست اور اخلاقی طریقے سے استعمال کرنا ہے تاکہ معیشت میں شفافیت اور فلاحی ترقی ممکن ہو سکے۔

اسلامی بینکاری کا آغاز 1960 کی دہائی میں ہوا، جب مسلم دنیا نے اپنے مالیاتی نظام کو شریعت کے اصولوں کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی۔ پہلا تجربہ 1963 میں مصر میں ہوا، اور پھر 1970 کی دہائی میں پاکستان اور سعودی عرب میں اسلامی بینکوں کا قیام عمل میں آیا۔ اسلامی بینکاری کا بنیادی اصول "ربا" یعنی سود سے اجتناب تھا، جسکے بدلے شراکت داری کے معاہدے جیسے مضاربت اور مشارکت استعمال کیے گئے۔ 1975 میں ابوظہبی میں اسلامی ڈویلپمنٹ بینک کے قیام سے عالمی سطح پر اسلامی بینکاری کا نظام مزید فروغ پایا، اور اسکے اثرات عالمی مالیاتی اداروں میں بھی محسوس ہونے لگے۔

اسلامی بینکاری نہ صرف مالیاتی شعبے میں اصلاحات لاتی ہے بلکہ اسکے معاشرتی اثرات بھی بہت اہم ہیں۔ اس کا مقصد معاشی عدلیہ کی حمایت کرنا، غربت کو کم کرنا اور مالی وسائل کو شریعت کے مطابق استعمال کرنا ہے۔ اسلامی بینکاری کے ذریعے مالیاتی شعبے میں شفافیت، اخلاقی ذمہ داری اور منصفانہ تجارت کو فروغ دیا جاتا ہے، جس سے معاشی ترقی متوازن اور پائیدار ہو پاتی ہے۔ اسلامی بینکاری کا مقصد مالی وسائل کی منصفانہ تقسیم، غربت کے خاتمے اور غیر اخلاقی سرمایہ کاری سے بچاؤ ہے، تاکہ ایک فلاحی معاشرتی نظام تشکیل دیا جا سکے جہاں سب کو مالی وسائل کی منصفانہ تقسیم کا حق ملے۔[25]

نتائج (Findings)

1۔ اسلامی بینکاری ایک جامع مالیاتی اور معاشرتی نظام ہے جو سود کی ممانعت اور منصفانہ لین دین پر مبنی ہے۔

2۔ یہ نظام غربت کے خاتمے، معاشرتی انصاف اور چھوٹے کاروباروں کی ترقی میں مثبت کردار ادا کرتا ہے۔

3۔ عالمی مالیاتی بحرانوں کے دوران اسلامی بینکاری ایک مستحکم متبادل کے طور پر سامنے آتی ہے۔

---

25 Habib Rehman and Muhammad Asghar Shahzad, 'اسلامی بینکاری ومالیات کی ترویج: پروفیسر ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ کی خدمات کا جائزہ (Promotion of Islamic Banking & Finance: Role of Professor Dr. Mahmood Ahmed Ghazi (R.A))', SSRN Scholarly Paper (Rochester, NY: Social Science Research Network, 14 January 2017), https://doi.org/10.2139/ssrn.3036131.

4۔ پاکستان سمیت کئی ممالک میں اسلامی بینکاری کے فروغ کے باوجود، عوامی آگاہی اور ماہرین کی کمی اس کی ترقی کی بڑی رکاوٹ ہے۔

5۔ اسلامی بینکاری کے اثرات صرف معیشت تک محدود نہیں بلکہ اخلاقی اقدار، دیانت داری اور سماجی یکجہتی کو بھی فروغ دیتے ہیں۔

سفارشات(Recommendations)

1۔اسلامی بینکاری کے فروغ کے لیے عوامی سطح پر آگاہی مہم چلائی جائے۔

2۔ ماہرینِ فقہ اور مالیات کی مشترکہ ٹیمیں تشکیل دی جائیں تاکہ جدید مالیاتی مسائل کے حل فراہم کیے جاسکیں۔

3۔ حکومت اسلامی بینکاری کے فروغ کے لیے مؤثر قانون سازی کرے اور سودی بینکاری کے متبادل پالیسیاں بنائے۔

4۔اسلامی بینکوں میں جدید مالیاتی آلات متعارف کروائے جائیں تاکہ یہ نظام عالمی تقاضوں کے مطابق ہو سکے۔

5۔اسلامی بینکاری کے ذریعے فلاحی اور رفاہی منصوبوں کو مزید فروغ دیا جائے تاکہ عوامی اعتماد بڑھے اور سماجی ترقی یقینی ہو۔